39

جماعت کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ منافق طبع لوگوں کی اصلاح کی جائے

(فرمودہ 18 نومبر 1949ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''دو دن سے میری آنکھیں شدید طور پر دُکھنے آئی ہوئی ہیں یا یوں کہنا چاہیے کہ شدید طور پر دُکھنے آئی ہوئی تھیں کیونکہ مجھے آج بہت افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ رات کو جو حالت تھی اُس سے میں سمجھتا تھا کہ بہت دنوں تک میں باہر نہیں نکل سکوں گا۔ اس لیے جمعہ پڑھانے کا سوال تو کیا روشنی میں آنا بھی مشکل تھا۔ اور پھر زیادہ بولنے سے بھی آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اس کا اعصاب پر اثر پڑتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے سامان ہو جاتے ہیں کہ تکلیف کی حالت جلد بدل جاتی ہے۔ رات کو میری آنکھوں میں اتنی تکلیف تھی کہ میں ٹہلتا تھا تو آرام رہتا تھا لیکن لیٹتا تھا تو ٹیس سی اُٹھنے لگتی تھی اور آنکھوں سے پانی بہنا شروع ہو جاتا تھا۔ میں پھر ٹہلنا شروع کر دیتا تو ایک حد تک آرام رہتا لیکن پھر دوبارہ لیٹتا تو وہی تکلیف شروع ہو جاتی۔ دو تین دفعہ ایسا ہوا تو مجھے خیال آیا کہ پہلے دن بھی ایسا ہوا تھا کہ ٹہلتا تھا تو درد سے آرام رہتا تھا لیکن جب لیٹ جاتا تھا تو ٹیس سی اُٹھنے لگتی تھی اور پانی بہنا

شروع ہوجاتا تھا۔اس سے میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ بیماری ایسی ہے کہ لیٹنے سے تکلیف دیتی ہے۔اس خیال کے آنے پر میں نے اپنی ایک بیوی سے کہا کہ ہومیو پیتھک کی فلاں کتاب نکالو۔ایسی باتیں ہومیو پیتھک کی کتابوں میں زیادہ لکھی ہوئی ہوتی ہیں ایلو پیتھک یا یونانی طب میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں۔میں نے اپنی بیوی سے کہا جو مرض لیٹنے سے اور رات کے وقت زیادہ ہوتی ہے اس علامت کی دوائیں نکالو۔کتاب میں ایک ایک علامت کے آگے آٹھ آٹھ، دس دس دوائیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔انہوں نے وہ دوائیں پڑھنی شروع کیں۔جو دوائیں ایک جگہ لکھی ہوئی تھیں وہ دوسری جگہ لکھی ہوئی نہیں تھیں۔یعنی اگر لیٹنے سے تکلیف دینے والی امراض کی علامات میں اُن کا ذکر تھا تو رات کو تکلیف دینے والی امراض کی علامات میں اُن کا ذکر نہیں تھا اور اگر رات کو تکلیف دینے والی امراض کی علامات میں ان کا ذکر تھا تو لیٹنے سے تکلیف دینے والی امراض کی علامات میں ان کا ذکر نہیں تھا۔پڑھتے پڑھتے ایک دوائی کا نام آیا جس کا ذکر دونوں جگہوں پر آتا تھا اور وہ آرسینک تھا۔علامات میں یہ لکھا تھا کہ جب نزلہ ہو، آنکھوں سے پانی بہتا ہو خصوصاً جب وہ پانی تیزابی مادہ والا ہو اور لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہو، رات کو تکلیف بڑھ جاتی ہو تو یہ دوا مفید ہے۔اتفاقاً جب پچھلے سال میں کوئٹہ گیا تو ایک دوست ہومیو پیتھک کی چند دوائیں مجھے دے گئے۔انہیں وہ دوائیں اپنے مکان سے ملی تھیں جو ایک ہندو کا تھا جو اُسے چھوڑ گیا تھا۔ان دواؤں میں ایک شیشی میں آرسینک کی بھی پچیس تیس گولیاں تھیں جو اَب تک پڑی ہوئی تھیں۔میں نے وہ دوائی کھائی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی درد جاتا رہا اور ساری رات آرام رہا۔صبح آنکھیں بھی کھلنے لگ گئیں اور کچھ روشنی کی بھی برداشت ہونے لگی۔غرض بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ایسے سامان کر دیتا ہے کہ مایوسی کی حالت آرام سے بدل جاتی ہے۔

میں جب جمعہ پڑھانے کے لیے آتا ہوں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چلتے چلتے یا مسجد میں آکر جو مضمون ذہن میں آجائے اُس پر خطبہ دے دیتا ہوں۔عام طور پر گھر سے مضمون سوچ کر نہیں آتا۔لیکن آج کا خطبہ دیر سے میرے مدنظر تھا بلکہ لاہور سے آنے سے پہلے میرے مدنظر تھا لیکن گزشتہ خطبہ جمعہ چونکہ میں نے سرگودھا میں پڑھا تھا اس لیے یہ مضمون بیان نہ کر سکا۔اگرچہ اس مضمون کو مفصّل بیان کرنے کی ضرورت ہے اور آج میں بیمار ہونے کی وجہ سے مختصر خطبہ ہی پڑھ سکتا ہوں تا مرض عَود نہ کر آئے لیکن یہ مضمون بھی نہایت ضروری ہے اور کسی اَور دن ملتوی نہیں کیا جا سکتا ہے۔اس لیے

بجائے اس کے کہ میں اسے ملتوی کروں نسبتاً اختصار کے ساتھ بیان کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مومنوں کے ساتھ ساتھ ایک گروہ منافقوں کا بھی پایا جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی 1 وہ لوگ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دکھ دیا۔ یہ لوگ کون تھے؟ وہی منافق تھے جو ان کی جماعت میں پائے جاتے تھے۔ پھر فرماتا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کے روحانی دشمنوں نے آپ کے بعد ایک بچھڑے کو معبود بنالیا اور اسے پوجنا شروع کر دیا۔ 2 اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے بعض لوگوں میں اَور بھی کئی اختلافات کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے لگ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب موعودہ علاقہ فتح ہونے لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ جاؤ اور لڑائی کر کے اس علاقہ کو فتح کر لو تو منافقوں نے یہ اعتراض اُٹھایا کہ ہم کیوں لڑیں؟ بعض مومن بھی اس گروہ کے ساتھ مل گئے کیونکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بات کرتا ہے تو بعض کمزور طبائع بھی ساتھ مل جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جب منافقوں نے یہ اعتراض اُٹھایا کہ ہم کیوں لڑیں؟ تو بعض مومن بھی اُن کے ساتھ مل گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے فَاذۡہَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ 3 موسیٰ یہ تو بتاؤ کہ جب تم ہمیں ہمارے ملک سے نکال کر لائے تھے تو یہ کہہ کر لائے تھے کہ ہم فلاں ملک تمہیں دیں گے۔ تم نے ہی یہ کہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں فلاں ملک دینے کا وعدہ کیا ہے۔ کہنے والے تم تھے وعدہ کرنے والا خدا تھا اور لڑتے پھریں ہم۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں دینے کا وعدہ کیا تھا اور تم کہتے تھے کہ اس نے ایسا وعدہ کیا ہے اس لیے فَاذۡہَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ تم دونوں وعدہ کرنے والے لڑتے پھرو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ملک فتح ہوجائے گا تو ہم وہاں چلے جائیں گے۔

اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا۔ منافق لوگ اُٹھتے تھے اور اسلام کے خلاف، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، صحابہؓ کے خلاف اور خواتینِ اسلام کے خلاف باتیں بناتے تھے۔ شروع شروع میں وہ کچھ دوسرے لوگوں کو سامنے رکھ لیتے تھے اور پھر ترقی کرتے کرتے

اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حملے کرنے لگ جاتے تھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہوا۔ انجیل میں آتا ہے کہ آپ کے حواری کہلانے والے لوگوں میں سے بعض نے یہ اعتراض کیا کہ آپ پر بعض اخراجات ایسے ہوتے ہیں جو ناجائز ہیں۔ اسی طرح آپ کے حواری کہلانے والے ایک شخص نے جس کو آپ اپنی زندگی میں اپنا خلیفہ کہا کرتے تھے دشمن سے تیس روپے لے کر آپ کی جائے رہائش کا پتا دے دیا اور پولیس نے وہاں جا کر آپ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے تھے جیسے آپؑ نے فرمایا کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ لنگر خانہ کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اور غلط طور پر ہوتے ہیں۔ انہیں کم کرنا چاہیے۔

غرض یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور ہمیشہ رہے گا کیونکہ کمزور طبائع کا پوری طرح ازالہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مضبوط آدمیوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ ان کی کمزوری کا اثر پیدا نہ ہونے دیں۔ ہماری جماعت میں بھی یہ گروہ پیدا تھا اور پیدا رہے گا۔ کبھی کبھی ہم ان لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کا نیا دَور جو ہم پر آیا ہے اور مرکز جو ہم بنانے لگے ہیں اس نازک ترین دَور میں جو ابتدائی دَور کے مشابہہ ہے ہمیں ایک دفعہ پھر اِس گروہ کا قلع قمع کرنا چاہیے۔ ہم انہیں مِٹا کبھی نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور خدا تعالیٰ کی سنّت کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔ یہ لوگ ہمیشہ سے جب سے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں چلے آ رہے ہیں اور چلتے چلے جائیں گے۔ دیکھو! حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بھی تو منافق شیطان کی شکل میں آیا اور اس نے کہا اے آدم! میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں کہ یہ درخت تمہارے لیے نہایت مفید اور بابرکت ہے۔[4] اگر آدم علیہ السلام جو پہلے نبی تھے وہ آدم علیہ السلام جو ابتدائے آفرینش میں آئے جبکہ شریر عناصر ابھی قوت نہیں پکڑ چکے تھے منافق شیطان کی شکل میں اُن کے پاس بھی پہنچا تو دوسرے لوگوں کے پاس اس کا پہنچنا کونسی بعید از قیاس بات ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ منافق آئے کہاں سے؟ اگرچہ یہ ایک لغو بات ہے مگر ایسے لوگوں کی واقفیت کے لیے میں یہ بتاتا ہوں کہ یہ ایک مرض ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ تھوہر اور گھاس کہاں سے

آ جاتا ہے؟ کیا تم نے کبھی ایسا باغ لگایا ہے جس میں تھوہر نہ نکل آئی ہو؟ کیا تم نے کبھی کوئی فصل بوئی ہے جس میں آک اور گھاس نہ نکل آیا ہو؟ جو زمین بھی زیرِ کاشت آتی ہے اُس میں تھوہر، آک اور گھاس نکل آتا ہے۔ اور جس طرح تم ایک باغ لگاتے ہو تو اس کے ساتھ آک، تھوہر اور گھاس نکل آتا ہے اسی طرح روحانی سلسلہ کے ساتھ ساتھ منافقت بھی خود بخود آ جاتی ہے۔ بالکل اُسی طرح جس طرح یہ غیر روحانی سلسلہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ گھاس درخت کے سایہ کے نیچے اور سڑکوں کے کناروں پر خود بخود نکل آتا ہے۔ اسی طرح باغوں میں بھی یہ خود بخود آتا ہے۔ غرض گھاس ہر جگہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہاں پر بھی جہاں کوئی نگران نہ ہو اور وہاں پر بھی جہاں زیرِ کاشت زمین ہونے کی وجہ سے اس پر نگران یا مالی موجود ہو۔ اِسی طرح منافق بھی آپ ہی آپ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ پودا ہے جو نہ کوہستانی، نہ بستانی اور نہ ہی یہ پودا بیابانی ہے۔ یہ باغوں میں بھی اُگ آتا ہے، یہ کوہستانوں میں بھی اُگ آتا ہے یہ بیابانوں میں بھی اُگ آتا ہے۔ اور جس طرح ایک اچھا باغبان اپنے باغ کی حالت کو اُس وقت تک اچھا نہیں رکھ سکتا جب تک کہ وہ وقتاً فوقتاً گھاس کو کھود کر باغ سے مٹا نہ ڈالے اِسی طرح کوئی جماعت اُس وقت تک ترقی نہیں کرتی جب تک کہ اُسے وقتاً فوقتاً منافقین سے صاف نہ کیا جائے۔ جو باغبان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میں نے تو آم بوئے ہیں اس لیے آم کے علاوہ یہاں کوئی اَور چیز پیدا نہیں ہو سکتی وہ احمق ہے۔ جو زمیندار یہ خیال کر لیتا ہے کہ میں نے صرف گندم بوئی ہے یا صرف کپاس بوئی ہے اس لیے گندم اور کپاس کے علاوہ یہاں کوئی اَور چیز پیدا نہیں ہو سکتی وہ زمیندار احمق ہے۔ صرف گندم یا کپاس بونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں گھاس نہیں اُگ سکتا۔ گھاس خود بخود اُگ آتا ہے۔ اس کا بیج بونے کی ضرورت نہیں۔ جو باغبان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میں نے صرف آم یا سنگترے کا درخت بویا ہے یا جو زمیندار یہ خیال کر لیتا ہے کہ میں نے صرف گندم یا کپاس بوئی ہے گھاس کہاں سے آ جائے گا اور اس سے غافل رہتا ہے وہ اپنی کم علمی کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر وہ اپنی فصل کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اسے گوڈائی کر کے زائد پودوں کو تلف کرنا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے باغ لگایا ہے تو اسے وقتاً فوقتاً گھاس کو اُکھاڑ کر پھینکنا پڑے گا۔ اچھے باغبان سال میں چھ دفعہ باغ کی گوڈائی کرتے ہیں تا گھاس نکل جائے۔ کم از کم تین دفعہ تو گوڈائی کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح زندہ جماعتوں کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً منافقوں کو نکالتی رہیں کیونکہ یہ گھاس ہیں، یہ

خودرَو پودے ہیں جو باغ کو ترقی کرنے نہیں دیتے۔ پھر بعض دفعہ ایک درخت اچھا ہوتا ہے اس میں کیڑا لگ جاتا ہے یا کوئی زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ سوکھ جاتا ہے۔ باغبان کو وہ درخت بھی باغ سے کاٹ دینا پڑتا ہے کیونکہ اگر وہ اسے نہیں کاٹے گا تو وہ مادہ دوسرے درختوں کو بھی خراب کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ باغبان کو باغ کی حفاظت کرنے کے لیے جہاں گھاس اور دیگر خودرَو پودوں کو تلف کرنا پڑتا ہے وہاں ایسے درخت بھی کاٹنے پڑتے ہیں جو کسی وقت میں اچھے امرود یا اچھے انجیر تھے لیکن اب ان کو کیڑا لگ گیا ہے۔ میں نے انجیر اور امرود کے درختوں کا نام اس لیے لیا ہے کہ ان میں کیڑا بہت جلد لگ جاتا ہے اور اگر کیڑا لگے ہوئے درختوں کو کاٹا نہ جائے تو ان درختوں کو بھی کیڑا لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے جن کو بالعموم کیڑا نہیں لگتا۔

ایک دفعہ میرے باغ میں آم کے ایک درخت کو کیڑا لگ گیا۔ میں نے ایگریکلچرل آفیسر کو کہلا بھیجا کہ میرے باغ میں آم کے ایک درخت کو فلاں کیڑا لگ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آم کے درخت کو یہ کیڑا لگ ہی نہیں سکتا۔ میں نے اسے گورداسپور سے بُلوا کر وہ کیڑا لگا ہوا درخت دکھایا تو وہ بہت حیران ہوا اور اس نے کہا چونکہ اس کے پاس امرود کے درخت تھے اس لیے ان سے وہ کیڑا اس درخت میں چلا گیا ہے ورنہ عام طور پر یہ کیڑا آم کے درخت کو نہیں لگا کرتا۔ گویا قرب کی وجہ سے بعض دفعہ غیر محل پر بھی کسی چیز کا اثر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ ان لوگوں میں بھی جو منافقت سے بہت دُور ہوتے ہیں اور بظاہر ان میں منافقت کا کیڑا لگنا ناممکن ہوتا ہے منافقت کا اثر ہو جاتا ہے۔ بالکل اُسی طرح جس طرح زراعت کے افسروں کے نزدیک آم کے درخت کو ایک خاص کیڑا نہیں لگ سکتا لیکن میرے باغ کے ایک آم کو لگ گیا۔ پس یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ یہ چیز فلاں جگہ آ ہی نہیں سکتی۔ بیماری ہر جگہ ہوتی ہے بلکہ بیماری بیداری کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

منافقت کے معنے صرف دین کے خلاف باتوں کے نہیں بلکہ اس کے معنے یہ بھی ہیں کہ کسی شخص کا ایمان کمزور ہو جائے۔ مثلاً جو شخص سچ پر پوری طرح قائم نہیں رہا، نمازوں میں سُست ہو گیا ہے، چندہ دینے میں کمزور ہو گیا ہے وہ بھی منافق ہے۔ یہ گھُن ہے جو لگتا چلا جاتا ہے۔ لیکن ایک وہ لوگ ہیں جو اپنے بدنمونہ کی وجہ سے دوسروں کو منافق بنا دیتے ہیں اور ایک وہ لوگ ہیں جو بدنمونہ بھی ہوتے ہیں اور بدزبان بھی۔ اس لیے ان کی اصلاح نہایت ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دو قینچیاں

چلاتے ہیں ایک بدعملی کی قینچی اور دوسری بدزبانی کی قینچی۔ میں نے غور کیا ہے کہ اب پھر ایسا وقت آیا ہے کہ اس طبقہ کو جماعت سے نکال دیا جائے۔

یہ طبقہ کہاں سے آتا ہے؟ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی موٹی موٹی جگہیں یہ ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ بعض لوگ دلائل سن کر ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن جب ان سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ مثلاً جب وہ نماز نہیں پڑھتے تو لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ آخر اس سوال کا وہ کیا جواب دیں گے۔ کیا وہ یہ جواب دیں گے کہ بھئی ہم کمزور ہیں، گنہگار ہیں؟ اس جواب کے لیے بڑی ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ میں نے تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کو دیکھا ہوا ہے وہ بھی نمازیں نہیں پڑھتے۔ گویا وہ اپنا الزام دوسروں پر لگا دیں گے تا ان کا وہ عیب چُھپ جائے۔ یہ بات اُن سے اگر کوئی کمزور ایمان شخص سن لے گا تو وہ دوسری جگہ پر جائے گا اور کہے گا کہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ فلاں فلاں شخص نماز نہیں پڑھتا۔ وہ معتبر شخص کون ہوگا؟ وہ معتبر شخص وہی منافق ہوگا جس نے اپنا عیب چھپانے کے لیے اپنا الزام دوسروں پر لگا دیا۔ یا مثلاً چندہ ہے۔ ایک شخص چندہ نہیں دیتا۔ لوگ اس سے پوچھتے ہیں کہ بھئی! تم چندہ کیوں نہیں دیتے؟ وہ اپنے عیب کو چھپانے کے لیے کہہ دیتا ہے کہ بھئی! چندہ کیا دیں؟ مرکز میں بیٹھے لوگ چندے کھا رہے ہیں۔ یہ تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں بے ایمان ہوں، کمزور ہوں اس لیے چندہ نہیں دیتا۔ بجائے اس کے کہ وہ کہے بھئی! میں بے ایمان ہوں، کمزور ہوں وہ کہہ دیتا ہے مرکز میں بڑے بڑے لوگ چندے کھا رہے ہیں اس لیے میں چندہ نہیں دیتا۔ اس طرح وہ اپنی عزت کو بچانا چاہتا ہے۔ غرض بدعمل لوگ اپنے عیب اور کمزوری کو چھپانے کے لیے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بڑی پہچان یہ ہے کہ پہلے معترض کا اپنا عمل دیکھا جائے کہ وہ چندہ دیتا ہے؟ یا دیانتداری میں خود مشہور ہے؟ یا وہ خود تو کسی سے دھوکا نہیں کرتا؟ اگر وہ خود چندہ دیتا ہے، وہ خود دیانتداری میں مشہور ہے تب تو ہم یہ شبہ کر سکتے ہیں کہ شاید اُس کی بات سچی ہو یا شاید اس نے کسی غلط فہمی کی بناء پر کوئی بات کہہ دی ہو لیکن جس کی دیانت خود مشتبہ ہے وہ خود چندہ نہیں دیتا اور پھر وہ دوسروں پر اعتراض کرتا ہے وہ منافق ہے۔ پس ہر وہ شخص جو دوسروں پر خیانت اور بددیانتی کا الزام لگائے پہلے اُسے دیکھو کہ آیا وہ خود دیانتدار ہے؟ خود چندوں میں چُست

ہے؟ اگر وہ خود ایماندار ہو تب تو بیشک اس کی بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ اُس کی بات فی الواقع سچی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے محض غلط فہمی کی بناء پر ہو۔

دوسری وجہ منافقت کی یہ ہوتی ہے کہ نئی نسل کی تربیت اچھی نہیں ہوتی۔ پہلے لوگ تو سوچ سمجھ کر ایمان لاتے ہیں لیکن نئی نسل تو سوچ سمجھ کر ایمان نہیں لائی ہوتی۔ وہ تو پیدائشی احمدی ہوتے ہیں اس لیے بُری تربیت کی وجہ سے وہ جلد منافقت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو سوچ سمجھ کر ایمان لاتا ہے اس کا ایمان اتنا کمزور نہیں ہوتا کہ ٹھوکر کھا جائے۔ لیکن جو شخص سوچ سمجھ کر ایمان نہیں لایا بلکہ محض پیدائش کی وجہ سے وہ احمدی ہے اُس کا ایمان اتنا مضبوط نہیں ہوتا جتنا اُس شخص کا جو خود سوچ سمجھ کر ایمان لایا ہو۔ غرض نئی پَود میں بھی منافقت زیادہ گھر کر جاتی ہے۔ اب اگر یہ صحیح ہے کہ ہر احمدی کی تربیت اچھی نہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ منافقت احمدیوں میں بھی ہوسکتی ہے۔

منافقت کی تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ایماندار اور مخلص شخص بھی کمزوری دکھا جاتا ہے۔ اور چونکہ ہر کمزوری معاف نہیں ہوسکتی اس لیے بعض دفعہ اسے سلسلہ کی طرف سے سزا دی جاتی ہے اور بعض اوقات اس سزا کی وجہ سے وہ ٹھوکر کھا جاتا ہے یا اس کے اندر بُغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص منافقت والی بات کر رہا ہو تو دیکھو کہ آیا وہ ایسا شخص تو نہیں جسے کسی جُرم کی بناء پر سلسلہ کی طرف سے سزا دی گئی ہو؟ یا اس کے کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کو سزا دی گئی ہو؟ اگر ایسا ہے تو یہ زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ وہ اپنا بدلہ لے رہا ہے۔ جو لوگ مخلص نہیں وہ میرے مخاطب نہیں۔ لیکن جو لوگ سچے مبائع اور مخلص ہیں میں انہیں ہدایت دیتا ہوں کہ ایسے لوگ جہاں کہیں بھی ہوں اُن کی اطلاع مجھے دیں۔ بعض اطلاعیں مجھے مل چکی ہیں اور ان کے متعلق میں قدم اُٹھانے والا ہوں۔ لیکن اگر تم لوگ بھی مجھے اطلاع دیتے رہو گے تو مجھے اپنے کام میں مدد ملے گی۔ مثلاً میرے پاس ایک روایت پہنچتی ہے کہ فلاں شخص منافق ہے لیکن ایک روایت کے ساتھ کسی کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھایا جاسکتا۔ اور اگر ہم اس شخص کا نام پہلے ہی لے دیں تو اُس کے خلاف غلط روایات جمع ہونی شروع ہو جائیں گی اس لیے ایسا کرنا اس پر ظلم ہوگا۔

پس جماعت کے ہر فرد کو چاہیے کہ جہاں کہیں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہوں جو ایسے لوگوں کے سامنے باتیں کرتے ہوں جو اصلاح پر مقرر نہیں کیے گئے ان کی اطلاع مجھے دے۔

اصلاح پر مقرر خلیفہ ہے، صدر انجمن احمدیہ ہے، مجلس شوریٰ ہے، ناظر ہیں اور بعض کاموں میں تحریک جدید اور تحریک جدید کی انجمن ہے اوران کے بعد لوکل امیر اور لوکل امیر کی انجمن ہے۔ میں کسی فرد کا نام نہیں لے رہا۔ اگر ان سات کے سامنے کوئی شخص کوئی بات کرتا ہے تو وہ منافق نہیں۔ اس لیے کہ یہ اصلاح پر مقرر ہیں۔ لیکن ان سات کے سِوا اگر وہ کسی اَور کے سامنے کوئی بات کرتا ہے تو ہم اسے منافق کہیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ منافق ہو لیکن وہ اس بات کا اہل ہے کہ اُس کا جائزہ لیا جائے کہ آیا وہ احمق ہے یا منافق؟ پس اگر کوئی شخص خلیفۂ وقت، نظامِ جماعت یا افرادِ جماعت کے خلاف اِن سات قسم کے لوگوں کے سِوا کسی اَور کے سامنے کوئی بات کرتا ہے تو ایسے شخص کی رپورٹ میرے پاس آنی چاہیے تا کہ اگر وہ اصلاح کے قابل ہے تو اُس کی اصلاح کی جائے۔ ہمارے ہاتھ میں صرف یہی ہے کہ ہم اس کا مقاطعہ کر دیں یہ نہیں کہ اُسے مار پیٹ کریں۔ مار پیٹ کرنا گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ بہرحال جماعت کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی اصلاح کی جائے۔

میں پھر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رحم کے معنے یہ نہیں کہ باغ میں گھاس اُگا ہو اور اسے کاٹا نہ جائے۔ اگر کوئی باغبان اس گھاس پر رحم کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ درخت مر جائے گا۔ اگر کوئی شخص سانپ پر رحم کرتا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ سانپ اس کے بچہ کو کاٹ لے گا۔ باؤلے کُتّے پر اگر کوئی رحم کرتا ہے تو اچھے شہری مارے جائیں گے۔ یہ رحم نہیں ظلم ہے۔ رحم کی مستحق سب سے اول جماعت ہے۔ رحم کا مستحق سب سے اول سلسلہ ہے۔ رحم کا مستحق سب سے اول نظامِ سلسلہ ہے۔ اور جو شخص ان کے خلاف باتیں کرتا ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے جماعت میں رہنے دیا جائے۔

بعض لوگ قادیان کے ہمارے ہاتھ سے چلے جانے کی وجہ سے بھی ٹھوکر کھا گئے ہیں حالانکہ یہ ایک معجزہ ہے۔ قادیان میں ہمارے آدمی اب تک موجود ہیں اور ہمارے کام وہاں باقاعدہ طور پر چل رہے ہیں۔ قادیان کے علاوہ سارے مشرقی پنجاب میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی مسلمان جماعت اب تک موجود ہو اور وہ باقاعدہ طور پر کام کر رہی ہو۔ یہ ایک معجزہ تھا لیکن بعض لوگ ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ یا بعض منافق جو قادیان میں ایک نظام کے ماتحت دبے ہوئے تھے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں اور منافقت پھیلا رہے ہیں۔ پس یہ ضروری ہے کہ ہم منافقت کا خاتمہ کریں۔ منافق لوگ جماعت کو یا مجھے اس وقت تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ ہماری ترقی کا زمانہ ہے۔ اِس وقت ان کی حیثیت

ایک مچھر کی بھی نہیں۔ مچھر کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن پھر بھی انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر یہ بیج قائم رہا تو جب جماعت کمزور ہو جائے گی اُس وقت اُسے نقصان پہنچائے گا۔ اس لیے ہمارا یہ فرض ہے کہ نہ صرف ہم اپنی اصلاح کریں بلکہ ایسے لوگوں کی بھی اصلاح کریں جو جماعت کے لیے آئندہ کسی وقت بھی مُضِر ہو سکتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو کُچلنا ہمارا فرض ہے خواہ ان کے ساتھ ان سے ہمدردی رکھنے والے بعض بڑے لوگ بھی کُچلے جائیں۔ اور ہر مخلص اور سچے مبائع کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں میری مدد کرے اور ایسے لوگوں کے متعلق مجھے اطلاع دے۔ اور اگر کوئی احمدی میرے اس اعلان کے بعد اس کام میں کوتاہی کرے گا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی بیعت ایک تمسخر بن جائے گی۔ کیونکہ اس نے جان و مال اور عزّت کے قربان کرنے کا وعدہ کیا لیکن جب خلیفۂ وقت نے اُسے آواز دی تو اُس نے کسی کی دوستی کی وجہ سے اس آواز کا جواب نہیں دیا۔ پس ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ منافقین کی اطلاع مجھے دے۔ تم اس بات سے مت ڈرو کہ سَو میں سے پچاس احمدی نکل جائیں گے۔ تم پچاس سے ہی سَو بنے ہو بلکہ تم ایک سے سَو بنے ہو۔ پھر اگر سَو میں سے پچاس نکل جائیں گے تو کیا ہوا؟ پس یہ مت خیال کرو کہ اُن لوگوں کے نکل جانے سے جماعت کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ گھاس کاٹ دینے سے باغ سے سبزہ تو کم ہو جاتا ہے لیکن درخت نشو و نما پاتا ہے اور باغ زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے''۔

(الفضل یکم دسمبر 1949ء)

---

1 : الاحزاب: 70

2 : وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا (الاعراف: 149)

3 : المائدة: 25

4 : وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (الاعراف: 22)